سوال

(159)آمین بالجہر کا مسئلہ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

سوال.جماعت اہل حدیث : ایک مسجد میں اہل حدیث نماز آمین بالجہر کہہ کر ادا کرتے ہیں ، لیکن حنفی صاحبان بلند آمین سے نماز پڑھنے پر روکتے ہیں ۔چوں کہ اہل حدیث بلند آمین کہنے کو فعل نبی یعنی : سنت سمجھتے ہیں اور روکنے پر آیت : ''ومن أظلم ممن منع مساجد اللہ أن یذکر فیہا اسمہ ،،الخ پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ روکنے والے اسی آیت کے مطابق گنہگار ہوں گے ،اس کی مخالفت میں حنفی صاحبات ایک آیت : ''وإما ینسینک الشیطان فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین ،، اور حدیث مسلم شریف : ''إیاکم وإیاہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم ،، ادھورا ٹکڑا ، اور ابن حبان کی حدیث کا اتنا ٹکڑا کہ ''لا تصلوا معھم ،، اور ''در مختار ،، جلد اول ص 489 کا حوالہ کہ ''ویمنع منہ (ای من المسجد) کل موذولو بلسانہ ،، مسجد میں آنے دینے کے لیے دلیل میں پیش کرتے ہیں ۔ اگرچہ ان احناف کے حوالہ جات مذکور میں کہیں بھی آمین کا ذکر نہیں ہے اور غیر مکمل ٹکڑے ہیں چونکہ مسلم شریف وغیرہ ودیگر کتب احادیث میں خود بلند آمین کہنے کی حدیثیں بہت موجود ہیں ۔تاہم دریافت طلب یہ سوال یہ ہے : مذکورہ آیت سے کون لوگ مراد ہیں ؟

مسلم شریف کی روایت ''لا یضلونکم ،، سے کون لوگ مراد ہیں ؟ کیوں کہ صاحب مسلم شریف خود بلند آمین کہا کرتے تھے ؟

ابن حبان کے ٹکڑے ''لا تصلوا معھم ،، سے کیا مراد ہے ؟ اور کیا حدیث ہے ؟

در مختار ''ویمنع منہ ای من المسجد کل موذولو بلسانہ ،، سے کون ایذاء مراد ہے ؟ ، کیوں کہ اس میں بلند آمین کا قطعی ذکر نہیں ،تاہم ان مذکورہ حوالہ جات کے صحیح مطالب کیا ہیں اور بلند کہنے کی مخالفت میں یہ آسکتے ہیں یا نہیں ؟ سائل الٰہی بخش از رتلام

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مفتی بریلی نے اہل حدیثوں کو مسجد سے روکنے اور منع کرنے پر یہ دلیل پیش کی ہے کہ اہل حدیث اہل السنة والجماعت نہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ : اہل السنہ کے علاوہ جتنے فرقے ہیں سب گمراہ ہیں بددین ہیں جن کی بددینی میں کوئی شبہ نہیں ہے ۔،، خلاصہ یہ ہوا کہ صرف بریلوی حنفی اہل سنت والجماعت ہیں باقی تمام مسلمان بددین وگمراہ ، بلکہ ان کے مشہور اور چلتے ہوئے فتویٰ کے مطابق کافر ہیں ۔ اب عقل وانصاف ، علم ودیانت کی روشنی میں غور کرنا ہے کہ اہل السنہ والجماعہ کس کو کہتے ہیں اور اس کا صحیح مصداق کون ہے ؟ یعنی : اس کی صحیح تعریف کیا ہے اور وہ کس پر صادق آتی ہے ؟ تعریف ومصداق متعین ہوجانے کے بعد خود بخود واضح ہوجائے گا کہ بریلوی حنفیوں پر اہل سنت والجماعت کی تعریف صادق آتی ہے یا نہیں ؟ اس کے متعلق ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہنا چاہتے بلکہ حنفی مذہب کی معتبر کتاب اور حضرت پیران پیر کے قول اور پیغمبر اسلام ﷺ کی حدیث صحیح سے اس کی تعریف

ومصداق واضح کریں گے۔

واضح ہوکہ اہل السنہ والجماعۃ میں تین الفاظ ہیں اہل، السنہ، والجماعۃ، ہل کے معنی ہیں : والا۔ جیسے : اہل مال : مال والا، اہل علم : علم والا، اہل خانہ : گھر والا، السنہ کے معنی ہیں : طریقہ کے۔ اس سے مراد طریقہ رسول ہے، یہ ایک مشہور اور کھلی ہوئی بات ہے۔ الجماعۃ کے معنی ہیں : گروہ کے۔

اب رہی یہ بات کہ اس جماعت سے کون سی جماعت مراد ہے؟ پس معلوم ہونا چاہیے کہ اس سے وہی جماعت مراد ہے جو سنت (طریقہ رسول) کے قائم ہونے کے ساتھ قائم ہوئی ہو، یعنی جب سے سنت قائم ہو اس وقت سے یہ جماعت بھی قائم ہوئی اور یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ اس وقت اسلام میں جماعت صحابہ کے سوا دوسری جماعت قائم نہیں ہوئی تھی۔ لہذا جماعت سے مراد صحابہ رسول کے سوا دوسری جماعت مراد ہی نہیں ہو سکتی۔ پس خود اہل سنت والجماعت کے الفاظ نے اپنی تعریف اور اپنا سچا مصداق بتا دیا کہ اہل سنت والجماعت وہ ہے جو سنت (طریقہ رسول) کا پابند ہو اور جماعت صحابہ کا پیرو ہو۔ اب غور سے سننا چاہیے کہ حنفی مذہب کی معتبر اور چوٹی کی کتاب ''توضیح تلویح،، میں لکھا ہے کہ : أہل السنۃ والجماعۃ، وہم الذین طریقتہم طریقۃ الرسول علیہ السلام وأصحابہ،، یعنی : اہل سنت والجماعت وہی ہیں جن کا طریقہ وہی ہے۔ جو طریقہ کہ رسول ﷺ اور ان کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تھا،،۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اپنی کتاب ''غنیۃ الطالبین،، میں فرماتے ہیں کہ : ''السنۃ، ماسنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والجماعۃ : ما اتفق علیہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،، یعنی : سنت سے مراد آں حضور ﷺ کا مقرر کردہ فعل و حکم ہے اور جماعت سے مراد وہ امر ہے جس پر صحابہ کی جماعت نے اتفاق کیا ہو۔

اب اس کو ثبوت صحیح حدیث سنئے۔ جب آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ : بہتر فرقے جہنم میں جائیں گے اور ایک فرقہ جنت میں، تو صحابہ کرام نے عرض کیا : وہ ایک جنتی فرقہ کون ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا : ''ماأنا علیہ وصحابی (الترمذی کتاب الأیمان باب ماجاء فی افتراق ہذہ الأمۃ (2641) 5/26).،، یعنی : اس طریقہ والے جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب۔ غور کیجئے حدیث شریف کے اس جملہ سے بھی یہی تعریف نکلتی ہے جیسے حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی نے بتایا تھا۔ ''ما انا علیہ،، سے اہل السنہ کے معنی ادا ہوتے ہیں یعنی : وہ طریقہ جس پر میں ہوں۔ اور ''اصحابی،، سے جماعت کے معنی ادا ہوتے ہیں۔ یعنی : وہ طریقہ جس پر میرے صحابہ کی جماعت متفق ہو۔ خلاصہ یہ کہ ''اہل السنہ والجماعت،، وہ ہیں جو میرے طریقہ اور میرے صحابہ کے طریقہ پر ہوں۔

یعنی : اہل سنت والجماعت کا صرف ایک ہی نام ہے اور کوئی نام نہیں، وہ نام اہل حدیث ہے۔ بدعتی انہیں کچھ بھی کہیں، اس سے ان کا کچھ نہیں بگڑتا پھر بڑے پیر صاحب نے اسی فرقہ ''اہل سنت والجماعت،، (اہل حدیث) کو ناجی بتلایا ہے فرماتے ہیں : ''وأما الفرقۃ الناجیۃ فہی أہل السنۃ والجماعۃ،، یعنی : نجات پانے والی جماعت اہل سنت والجماعت ہے۔ نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ فرقہ ناجیہ ''اہل سنت والجماعت،، کا مصداق صرف اہل حدیث ہے۔ اور بریلوی حنفی تو آں حضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ کے طریقہ کے خلاف، بدعات ورسوم شرکیہ، عقائد کفریہ اعمال کے ارتکاب کی وجہ سے اس لقب کے مصداق ہر گز نہیں ہوسکتے، اس لیے وہ بے دین وگمراہ ہیں۔ پس مفتی بریلی نے اہل حدیثوں کو مسجد سے روکنے پر جو دلیل پش کی ہے اس کی رو سے وہ خود اس لائق ہیں کہ ان کو مسجد سے روک دیا جائے۔

اور مسجد سے اہل حدیثوں کو کیوں کر روکا جاسکتا ہے جب کہ مسجد میں ذکر الہی سے منع کرنے والوں کو اس آیت کے اندر ظالم قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد ہے : ''ومن أظلم ممن منع مساجد اللہ أن یذکر فیہا اسمہ،، اور جبکہ قرآن کریم نے مسجد پر کسی کی ملکیت نہیں رکھی نہ متولی کی، نہ بانی کی، نہ اہل محلّہ کی بلکہ فرماتا ہے : ''وان المساجد للہ،، (الجن : 18) یعنی : مسجدیں صرف اللہ کی ملکیت ہیں اور جبکہ مسجد میں ذکر الہی، نماز، روزہ وغیرہ عبادات سے روکنا ابتداء اسلام میں کفار مکہ کا فعل تھا، چنانچہ ارشاد ہے : ''ہم الذین کفروا وصدوکم عن المسجد الحرام والہدی معکوفا أن یبلغ محلہ،، (الفتح : 24) اور ارشاد ہے : ''ولایجر منکم شنان قوم ان صدوکم عن المسجد الحرام أن تعتدوا،، (سورہ مائدہ : 6) یعنی : افسوس ہے ابتداء اسلام میں مسجد سے روکنا کافروں کا شیوہ تھا۔ اور آج ان کافروں کی نیابت اس بارے میں وہ جماعت کررہی ہے، جو بزعم باطل اپنے کو مسلمان ہی نہیں بلکہ بقول کی برعکس نہند نام زندگی کافور اپنے تیئں ''اہل السنہ والجماعت،، کہلاتی ہے۔ اور جب کہ آں حضرت ﷺ نے نجران کے عیسائی وفد کو باوجود صحابہ کے عرض معروض کرنے کے مسجد نبوی میں ان کے اپنے مذہب کے مطابق نماز پڑھنے کی اجازت دی اور انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے آپ کی موجودگی میں مسجد نبوی میں نماز پڑھی۔ ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر، ابن جریر، تفسیر مظہری، تفسیر خازن وغیرہ۔

افسوس جس پیغمبر کے یہ اخلاق ہوں جس کی یہ رواداری ہو، آج اس کی امت کی یہ حالت ہے ۔ کہ فروعی اوروہ بھی صرف خیالی اختلاف کی بنا پر کلمہ گو، موحد، متبع سنت جماعت کوخدا کے گھروں میں خدا کاذکر کرنے سے ،قبلہ کی منہ کرکے نماز پڑھنے سے روکے ۔ اورجبکہ حنفی مذہب کی معبر کتاب ہدایہ مطبوعہ مجتبائی جلد 2 کتاب الوقف ص :625 میں ہے : ''لان السجد مالایکون لأحد فیه حق المنع ،، یعنی : مسجد وہی ہے جس میں عبادت کرنے سے کسی کوروکنے کا حق نہ ہو،، ۔ اورفتاویٰ خانیہ برحاشیہ عالمگیری مطبوعہ میمنیہ مصر جلدثالث کتاب الوقف ص 321 کی آخر سطر میں ہے : ''لأن السجد حق الله تعالی وحق عامة المسلمین ،، یعنی : مسجداللہ تعالی کا حق ہے ۔ اورعام مسلمانوں کا،، ۔

کتب تاریخ میں ہے کہ حضرت علی نے خارجیوں سے کہاکہ : ''لا نمنعکم مساجد الله أن تذکروافیها اسم الله ،، یعنی : ''ہم تم کومسجدوں سے نہیں روکتےکہ تم اس میں اللہ کا ذکر کرو،، ۔بحز الرائق مصری 2 36 میں ہے : ''لایجوز لأحدأن یمنع مؤمنا من عبادة یأتی بها فی المسجد،، یعنی : ہرگز ہرگز کسی شخص کوکسی وقت جائز نہیں کہ کسی مسلمان کوکسی قسم کی عبادت سے مسجد میں روکے ،، ۔ پھر مفتی بریلوی نے لکھاہے : ''ان بددینوں کی نسبت اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے : ''واما ینسینک الشیطان فلا تقعد بعدالزکری مع القوم الظالمین ،، پھر تفسیرات احمدیہ سے یہ عبارت نقل کی ہے : ''وان القوم الظالمین یعم المبتدع والفاسق والکافر، والقعود مع کلهم ممتنع ،، تمام مفسرین متفق ہیں کہ اس امر پرکہ یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے ،اورآیت کے سیاق وسباق سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے ۔چنانچہ ارشاد ہوتا ہے : ''وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ وَإِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ، وَمَا عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُونَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَلَكِنْ ذِكْرَى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ (69) وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ،، الآیة (الانعام :70/68/69).

علامہ خازن اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں : ''الخطاب (وإذا رأیت للنبی صلی الله علیه وسلم والمعنی وإذا رأیت یا محمد هؤلاء المشرکین الذین یخوضون فی آیاتنا یعنی القرآن الذي أنزلناه إلیک والخوض فی اللغة هو الشروع فی الماء والعبور فیه، ویستعار للأخذ فی الحدیث والشروع فیه یقال : تخاوضوا فی الحدیث وتفاوضوا فیه، لکن أکثر ما یستعمل الخوض فی الحدیث علی وجه اللعب والعبث وما یذم علیه ومنه قوله وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ وقیل : الخطاب فی وإذا رأیت لکل فرد من الناس والمعنی : وإذا رأیت أیها الإنسان الذین یخوضون فی آیاتنا وذلک أن المشرکین کانوا إذا جالسوا المؤمنین وقعوا فی الاستهزاء بالقرآن وبمن أنزله وبمن أنزل علیه، فنهاهم الله أن یقعدوا معهم فی وقت الاستهزاء بقوله فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ یعنی فاترکهم ولا تجالسهم حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ یعنی حتی یکون خوضهم فی غیر القرآن والاستهزاء به وَإِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ یعنی فقعدت معهم فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَى یعنی إذا ذکرت فقم عنهم ولا تقعد مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ یعنی المشرکین قوله تعالی : وَمَا عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُونَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ قال ابن عباس : لما نزلت هذه الآیة وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ قال المسلمون : کیف نقعد فی المسجد الحرام ونطوف بالبیت وهم یخوضون أبدا؟ وفی روایة، قال المسلمون : إنا نخاف الإثم حین نترکهم ولا ننهاهم فأنزل الله هذه الآیة وَمَا عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُونَ یعنی یتقون الشرک والاستهزاء من حسابهم من حساب المشرکین من شیء یعنی لیس علیهم شیء من حسابهم ولا آثامهم ،، الخ (تفسیر خازن).

اورعلامہ ابوالبرکات احمد بن محمودالنسفی اپنی تفسیر کے 2 28 میں لکھتے ہیں : ''وإذا رأیت الذین یخوضون فی آیاتنا) ای القرآن یعنی :یخوضون فی الإستهزاء بها والطعن فیها، وکانت قریش فی اذ یتهم یفعلون ذلک، قال وروی أن المسلمین قالوا : لئن کنا نقوم کلما استهزءوا بالقرآن، لم نستطع أن نجلس فی المسجد الحرام وأن نطوف فرخص لهم ،، (تفسیر).

اس مضمون کی دوسری آیت بھی اس بات پردلالت کرتی ہے کہ یہ آیت قریش ومشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے ۔چنانچہ ارشاد ہے : ''وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ إِذًا مِثْلُهُمْ إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا ،، (سورة النساء : 140) علامہ زمخشری حنفی لکھتے ہیں : ''والمنزل علیهم فی الکتاب : هو ما نزل علیهم بمکة من قوله : (وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ) وذلک أن المشرکین کانوا یخوضون فی ذکر القرآن فی مجالسهم فیستهزءون به، فنهی المسلمون عن القعود معهم ما داموا خائضین فیه وکان أحبار الیهود بالمدینة یفعلون نحو فعل المشرکین، فنهوا أن یقعدوا معهم کما نهوا عن مجالسة المشرکین بمکة وکان الذین یقاعدون الخائضین فی القرآن من الأحبار هم المنافقون ،، (کشاف 1/232).

پس ایسی حالت میں جبکہ تمام مفسرین کے اقوال اورآیت کاسیاق وسباق ،اوراس مضمون کی دوسری آیت اس بات پر متفق ہوں کہ آیت مبحوثہ عنہا کہ مصداق وہ مشرکین مکہ اورعلماء یہود ہیں جوقرآن کی تکذیب اوراس کے ساتھ استہزاء کرتے تھے ،تواس کواہل حدیثوں کومسجدوں سے روکنے کے دلیل میں پیش کرنا، عقل وخرد کے کھودینے کی بین دلیل ہے ،ایسے ہی لوگوں کے بارے میں میں حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا ہے : ''انهم انطلقوا الی آیات أنزلت فی الکفار ، فجعلوها علی المومنین ،، (بخاری شریف :کتاب استتابة

المرتدین باب قتل الخوارج والملحدین بعد اقامۃ الحد علیھم 8/51)-اوراگر ہم یہ تسلیم کرلیں کہ یہ آیت فاسق وبتدع کو بھی شامل ہے، تب بھی اہل حدیث اس کامصداق نہیں بن سکتے۔ اوپرثابت کیا جاچکا ہے کہ طریقہ رسول ﷺ اورطریقہ صحابہ پرچلنے والے صرف اہل حدیث ہیں ۔جن کے ایک ہاتھ میں قرآن ہےاوردوسرے ہاتھ میں حدیث رسول اورپس، اوریہ بھی لکھا جاچکاہے کہ دنیا کی تمام بدعتوں اورشرکیہ رسموں میں بتلا بریلوی حنفی ہیں۔پس ملاجیون مرحوم کی عبارت میں بتدع اورفاسق سے مرادیہی بریلوی حنفی ہیں،جنھوں نے دین میں ہزارہابدعتیں نکال رکھیں ہیں ۔بنابریں آیت کامطلب یہ ہواکہ ان بتدعین (بریلوی جنفیوں ودیگراہل بدع)کے ساتھ مجالست نہ کرو،چنانچہ تفسیرفتح البیان میں (3 176)پرمذکورہے ''وفی ہذہ الآیۃ موعظۃ، لمن یستمع بمجالسۃ المبتدعۃ، الذین یحرفون کلام اللہ، ویتلاعبون بکتبہ وسنۃ رسولہ، ویردون ذلک إلی اہوائہم المضلۃ، وتقلیداتہم الفاسدۃ وبدعتہم الکاسدۃ،، الخ

ونیزکسی بریلوی نے اہل حدیث کوبتدع اس وجہ سے لکھاہے کہ وہ آمین، رفع یدین وغیرہ کرتے ہیں، اوریہی اصل وجہ ہے ان کومسجد سے روکنے کی۔آمین زورسے کہنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے، اجماع صحابہ سے ثابت ہے امام شافعی اورامام احمداس کے قائل ہیں، حضرت پیران اس کوسنت بتاتے ہیں: ''والجہر بالقراۃ وآمین،، (غنیۃ الطالبین ص:10) اورعلامہ ابن الہمام حنفی لکھتے ہیں: ''وَلَوْكَانَ إلَيَّ فِي هَذَا شَيْءٌ لَوَفَّقْت بِأَنَّ رِوَايَةَ الْخَفْضِ يُرَادُ بِهَا عَدَمُ الْقَرْعِ الْعَنِيفِ، وَرِوَايَةَ الْجَهْرِ بِمَعْنَى قَوْلِهَا فِي زِيرِ الصَّوْتِ وَذَيْلِهِ يَدُلُّ عَلَى هَذَا مَا فِي ابْنِ مَاجَهْ «كَانَ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إذَا تَلَا {غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلا الضَّالِّينَ} [الفاتحة: 7] قَالَ آمِينَ حَتَّى يُسْمِعَ مَنْ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ فَيَرْتَجُّ بِهَا الْمَسْجِدُ،، (فتح القدیر: 207/1)اس بارے میں اگرمجھ سے پوچھاجائے تومیں دونوں روایتوں میں تطبیق دے سکتاہوں کہ آہستہ سے آمین کہنے والی روایت سے یہ مراد ہے کہ بہت زورکی آوازنہ ہو، اورجہرکی روایت سے یہ مراد ہے کہ گونجی ہوئی آوازہو،، بہرصورت آوازہی سے کہناثابت ہوا۔ اورمولانا عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں: ''والظاہر الحمل علی العملین،، ''جہروسردونوں جائزہیں،، ۔معلوم ہواحنفی مذہب میں بھی بلندآوازسے آمین کہنا جائزہے۔ اورمولوی عبدالحئ حنفی فرنگی محلی لکھتے ہیں: ''والإنصاف أن الجہر قوی من حیث الدلیل،، (التعلیق المجدص: 82) یعنی: ''انصاف یہ ہے کہ اونچی آوازسے آمین کا ثبوت پختہ ہے،،۔اسی طرح سے رفع الیدین متواتراحادیث سےثابت ہے، صحابہ برابراس پر عمل کرتے رہے۔ چاروں اماموں سے تین امام شافعی، احمد، مالک اس کے قائل ہیں۔ خودپیران پیر اس کوسنت بتاتے ہیں: ''رفع الیدین عندالإفتتاح فی الرکوع والرفع منہ،، (غنیۃ الطالبین ص: 10) یعنی: '' نمازمیں پہلی تکبیر کے وقت اوررکوع جاتے وقت اوررکوع سے اٹھنے کے وقت رفع الیدین کرناچاہیے''، اسی طرح بہت سے حنفی علماء اس کوجائزکہتے ہیں، پس ایسے فعل کوجوسنت ہو اورجس کے چاروں اماموں سے اکثرقائل وفاعل ہوں بلکہ خودعلماء حنفیہ بھی اس کوجائز سمجھتے ہوں، اورسنت مانتے ہوں، بدعت کہنا اوراس کے کرنے والے کوبدعتی کہنا سخت گناہ ہے، کیونکہ سنت کوبدعت کہنے اورصحابہ اورائمہ دین کوبلکہ اپنے علماء حنفیہ کوبھی بدعتی بنانے کے بعدکون ہے جوغیربتدع رہ جائے گاپس ایساکہنے والاشخص شرعاسخت مجرم بلکہ فاسق ،گمراہ وبددین ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت میں اگربتدع شامل ہیں توبتدع سے مراد وہ لوگ ہیں، جودین اسلام میں ایسی باتیں نکالتے ہیں جوقرآن وحدیث وصحابہ کے طریقہ کے خلاف ہیں، اورجن کاوجودخیرالقرون میں نہ تھا، جن کوہم شروع جواب میں مختصراًگناچکے ہیں۔ بنابریں ملاجیون کی عبارت کے مصداق یہی بریلوی حنفی ہیں۔ نہ کہ اہل حدیث جوکہ طریقہ رسول واصحاب رسول پرگامزن ہیں۔ آخرمیں اتنااورعرض ہے کہ اس آیت میں مسجد سے روکنے کاحکم قطعاًموجودنہیں نہ صراحۃًنہ اشارۃً۔

مفتی بریلوی نے اہل حدیثوں کومسجد سے روکنے کی دوسری دلیل پش کی ہے ''اسی طرح اس کی نسبت حدیث میں آیاہے ''إیاکم وإیاہم لایضلونکم ولایفتنونکم،، یعنی: ''اپنے کوان سے دوررکھواوران کواپنے سے دوررکھوکہیں ایسانہ ہووہ تمہیں گمراہ کردیں اورفتنہ میں ڈال دیں۔،، یہ حدیث مسلم شریف (باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء والاحتیاط فی تحملہا 1/12)میں مطولامروی ہے جس کومفتی بریلی نےاپنے مطلب کےلیے ادھوری نقل کی ہے۔ ہم پوری حدیث لکھ کرمختصراًبحث کریں گےتاکہ اس کے استدلال کی حقیقت واضح ہوجائے ''عن أبي ہُرَيْرَةَ، قال: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ، يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ، وَلَا آبَاؤُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ، لَا يُضِلُّونَكُمْ، وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ» (مسلم شریف) ملاعلی قاری حنفی شرح مشکوۃ میں 1 190 میں اس حدیث کی شرح میں لکھتےہیں: ''(يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ)، أَيْ: آخِرِ زَمَانِ هَذِهِ الْأُمَّةِ (دَجَّالُونَ): أَيْ: الخَدَّاعُونَ يَعْنِي: سَيَكُونُ جَمَاعَةٌ يَقُولُونَ لِلنَّاسِ: نَحْنُ عُلَمَاءُ وَمَشَايِخُ نَدْعُوكُمْ إِلَى الدِّينِ وَهُمْ (كَذَّابُونَ): فِي ذَلِكَ (يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ)، أَيْ: يَتَحَدَّثُونَ بِالْأَحَادِيثِ الْكَاذِبَةِ وَيَبْتَدِعُونَ أَحْكَامًا بَاطِلَةً وَاعْتِقَادَاتٍ فَاسِدَةً اهـ. كَلَامُ الْمُظْهِرِ وَيَجُوزُ أَنْ تُحْمَلَ الْأَحَادِيثُ عَلَى الْمَشْهُورِ عِنْدَ الْمُحَدِّثِينَ، فَيَكُونُ الْمُرَادُ بِهَا الْمَوْضُوعَاتِ، وَأَنْ يُرَادَ مَا بَيْنَ النَّاسِ أَيْ يُحَدِّثُونَكُمْ بِالَّذِي مَا سَمِعْتُمْ عَنِ السَّلَفِ مِنْ عِلْمِ الْكَلَامِ (فَإِيَّاكُمْ)، أَيْ: أَبْعِدُوا أَنْفُسَكُمْ عَنْهُمْ (وَإِيَّاهُمْ)، أَيْ: بَعِّدُوهُمْ عَنْكُمْ (لَا يُضِلُّونَكُمْ ولایفتنونکم) ای لایوقعونکم فی الفتنۃ، وہی

الشرک، قال اللہ تعالی : والفتنۃ أشد من القتل ، ، أو یراد بہا عذاب الآخرۃ، قال تعالی : '' ذوقوا فتنتکم ، ، انتہی مختصراً۔

اور مولوی عبدالحق محدث دہلوی اس حدیث کے ترجمہ میں لکھتے ہیں (یکون فی آخر ہذا الزمان دجالون کذابون) '' می باشند در آخر الزمان تلبیس کنندگان دروغ دہندومردم را بمذاہب باطلہ وآرائے فاسدہ بخوانند (یأتونکم من الأحادیث بمالم تسمعوأنتم والا آباء کم) می آرند شمارا از احادیث آنچہ نشنیدہ اید شمانہ پدران شما یعنی بہ بہتانو افتراء مراد احادیث یا احادیث پیغمبر است ﷺ یاعام ازان شامل اخبار مردم۔ (فإیاکم وإیاہم لا یضلو نکم ولا یفتنو نکم) گمراہ مگردانند ایشاں شماراو درفتنہ بلایندازند شمارا مقصود تحفظ واحتیاط است درگرفتن دین واحتراز وپرہیز از صحبت ارباب بدعت ومخالطت ایشاں خصوصا آنہا کہ دعوت کنندو تلبیس نمایند(اشعہ اللمعات 1 140) یہ پوری فارسی عبارت تقریبا ترجمہ ہے ملا علی قاری کی شرح کا،جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آخر زمانہ میں میری امت میں ایسی مکار اور عیار جماعت پیدا ہوگی جواپنے کو علماء ، مشائخ، پیروں ، زاہدوں ، عابدوں ، درویشوں ، خدارسیدہ لوگوں کی صورت میں ظاہر کرے گی اپنے کو مسلمان کا خیر خواہ بتائے گی ،تاکہ اپنی غلط وباطل باتیں اورفاسد عقیدے پھیلائے اور رائج کرسکے ۔ یہ لوگ تم سے آں حضرت ﷺ پر افترا وبہتان کرکے جھوٹی گھڑی ہوئی حدیثیں بیان کریں گے یا ایسی باتیں بیان کریں گے جن کا نہ سر ہوگا نہ پیر ، یعنی : بے اصل یا نئے نئے مسئلے اور نئے عقیدے ایجاد کریں گے ۔ پس تم ان ارباب بدعت کی مخالفت ومجالست سے پرہیز کرنا ، ایسا نہ ہو وہ تم کو اپنے شرکیہ عقائد میں بتلا کردیں یا اپنی گمراہیوں میں پھنسا کر تم کو عذاب آخرت کا مستحق بنادیں ۔ اب آپ اپنے دل میں خدا کا خوف رکھ کر غور کیجیے کہ اس حدیث کا مصداق وہ اہل حدیث ہیں جو لوگوں کو قرآن وحدیث یعنی : نتھری ہوئی توحید اور اتباع سنت کی دعوت دیتے ہیں یا وہ خانقاہی عیار مشائخ وپیر وصوفیہ ہیں جو باوجود جاہل ہونے کے اپنے کو عالم ظاہر کرتے ہیں اور سال میں اٹھ کر مریدوں میں گشت کرتے ہیں ،گلے میں بڑے بڑے دانوں کا گٹر مالا، اور گیروی کفنی سر پر رنگا رنگ عمامہ ، جوگیوں کی سی لٹ بڑھا کر مثنوی ، ٹھمری ، دوہے ۔اپنے پیروں کی جھوٹی کرامات بیان کرتے ہیں ۔ مریدوں کو شفاعت کی امید دلا کر اپنی پیریت و بیعت ونجات کا مدار بتا کر جنت وجہنم کا ٹھیکہ لے لیتے ہیں ، اور تمام بدعتوں کی جن کا اوپر ذکر ہوا ترغیب دلاتے ہیں ۔ ان کے ثبوت میں جھوٹی گھڑی ہوئی حدیثیں پیش کرتے ہیں ۔ آں حضرت ﷺ کے فضائل میں قرآن وحدیث بیان کرنے کی بجائے جھوٹے قصے باطل روایات سناتے ہیں ۔ اور اگر کسی عاشق توحید وسنت نے ٹوک دیا تو جھٹ وہابی کہہ کر مریدوں سے اس کو پٹواتے ہیں ۔ جو شخص بھی ان خانقاہی پیروں کے حالات اور وعظ کی مجلسوں سے واقف ہوگا ، وہ یقیناً اس حدیث کا مصداق انہیں بریلوی عقیدہ رکھنے والے مکار مشائخ اور پیروں کو یقین کرے گا ۔ اسی لیے علامہ سنوسی فرماتے ہیں : '' علماء السوء والرہبان ، غیر أہل السنۃ کلہم داخلون فی ہذا المعنی ، وما أکثرہم فی زماننا ، نسأل اللہ سبحانہ تعالی السلامۃ من شر ہذا الزمان ، شر أہلہ ، ، (فتح الملہم 1/127) ۔

مفتی بریلوی نے اہل حدیثوں کو مسجد سے روکنے کی تیسری دلیل اس طرح لکھی ہے اور ابن حبان کی حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں : '' لاتضلوا معہم ، ، مفتی نے پوری حدیث نقل نہیں کی تاکہ معلوم ہوسکے کہ اس جملہ کا سیاق وسباق کیا ہے ؟ اور یہ ارشاد کس کے بارے میں ہے ؟ کتاب وصفحہ کا حوالہ بھی نہ دیل !!، اس لیے نہیں کہا جاسکتا کہ یہ آں حضرت ﷺ کی حدیث بھی ہے یا نہیں ۔ پس جب تک یہ ثابت نہ ہوجائے کہ فلاں معتبر کتاب میں یہ روایت موجود ہے اور جب تک سا کے تمام الفاظ سامنے نہ آجائیں ، اس ادھورے جملہ سے مخالف کے سامنے مسئلہ شرعیہ پر استدلال کرنا جہل ہے ۔ تعجب ہے ان بریلوی حنفیوں پر !!؟ ۔ (مصباح بستی جون 1945ء)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر1

صفحہ نمبر246